برِّ صغیر پاک و ہند میں علمِ فقہ

مولانا محمدؐ اسحاق بھٹی

AL-MAKTABA PUBLISHERS
22-AIKARI
ROAD.
LAHORE

اِدارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور

منصب قضا پر امیر آدمی کو فائز کیا جائے

فتاویٰ عالم گیری کے فاضل مرتبین نے "کتاب ادب القاضی" میں قاضی کے آداب، اقسام قضاۃ، قاضی کی شخصیت اور اس منصب رفیع کی اہمیت کے بارے میں بے شمار چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں ایک یہ ہے کہ منصب قضا پر کسی امیر اور صاحب ثروت کو فائز کرنا چاہیے۔ محیط سرخسی کے حوالے سے الفاظ یہ ہیں۔

قالوا ینبغی للامام ان یقلد القضاء من له ثروة وغنیة لکیلا یطمع فی اموال الناس[1]۔

ترجمہ: مشائخ کا کہنا ہے کہ امیر مملکت کو چاہیے، وہ کسی غنی اور مالدار شخص کو قاضی مقرر کرے تاکہ وہ لوگوں کے مال کو حرص و طمع کی نظر سے نہ دیکھے۔

اگر قاضی رشوت لے کر فیصلہ کرے

والقاضی اذا ارتشی وحکم لا ینفذ قضاؤه فیما ارتشی ونفذ فیما لم یرتش[2]۔

ترجمہ: قاضی نے جو فیصلہ رشوت لے کر کیا، اس میں اس کی قضا نافذ نہ ہوگی اور جس مقدمہ میں رشوت نہیں لی، اس میں قضائے قاضی نافذ ہوگی۔

اگر قاضی کے بیٹے یا محرر یا پیادے نے رشوت لی

اس سلسلے میں خزانۃ المفتین کے حوالے سے مرقوم ہے۔

وان ارتشی ولد القاضی او کاتبه او بعض اعوانه فان کان بامره او برضاه فهو کما لو ارتشی القاضی سواء ویکون قضاؤه مردودا، وان کان بغیر علم القاضی نفذ قضاؤه، وکان علی المرتشی رد ما قبض منه[3]۔

ترجمہ: اگر قاضی کے لڑکے یا محرر یا پیادے وغیرہ نے رشوت لی، اگر قاضی کے حکم یا اس کی رضامندی سے لی تو ان کا اور خود قاضی کا رشوت لینا برابر ہے اور اس کا

---

[1] فتاویٰ عالم گیری (عربی)، جلد ثالث ص ۳۱۲۔ مطبع مجیدی کانپور۔ شائع کردہ حاجی محمد سعید تاجر کتب، خلاصی ٹولہ نمبر ۵۸ کلکتہ۔ نیز دیکھیے فتاویٰ عالم گیری کا اردو ترجمہ ج ۵، ص ۱۰۹ مطبع نول کشور لکھنؤ (مطبوعہ ۱۹۳۲ء) [2] ایضاً ص ۳۱۲، [3] اردو ترجمہ ج ۵ ص ۱۱۳ ایضاً

Marfat.com

فیصلہ مردود ہوگا اور اگر قاضی کے حکم کے بغیر رشوت لی تو قضا تو نافذ ہو جائے گی البتہ رشوت لینے والے پر اس کا واپس کرنا ضروری ہے۔

ضروری کاغذات قاضی کے پاس رہنے چاہییں

عدالت میں قاضی کون کون سی چیزیں اور کس قسم کے کاغذات اپنے پاس رکھے اور اس کی نظر کتنی وسیع ہونی چاہیے۔ اس کے بارے میں محیط سرخسی کے حوالے سے فتاویٰ گیری کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

ویضع القیم طوالی جانبہ عن یمینہ لان فیہ السجلات والمحاضر والصکوک، فیجب ان یکون معدا بین یدیہ ویجلس کاتبہ فی ناحیۃ عنہ حیث یراہ حتی لا یجد فرصۃ بالرشوۃ، فیزید فی الفاظ الشہادۃ او ینقص[1]۔

ترجمہ یہ قاضی کو چاہیے کہ جز دان اپنی داہنی جانب رکھے، اس لیے کہ اس میں رجسٹر، محضر اور فائلیں وغیرہ رکھی ہوتی ہیں۔ پھر قاضی کا کاتب یا محرر اس سے ہٹ کر اس انداز سے بیٹھے کہ قاضی اس کو دیکھتا رہے تاکہ وہ رشوت لے کر الفاظ شہادت میں کمی بیشی نہ کر سکے۔

کیا مسجد میں یا گھر میں قاضی دربان رکھ سکتا ہے؟

فتاویٰ قاضی خاں اور فتاویٰ تاتارخانیہ کے حوالے سے مرتبین فتاویٰ عالمگیری لکھتے ہیں کہ قاضی مسجد میں یا گھر میں بیٹھے تو بواب (دربان) رکھ سکتا ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

فاذا جلس القاضی فی المسجد او فی دارہ یأخذ بوابا لیمنع الخصوم من الازدحام ولا یباح للبواب ان یاخذ شیئا لیاذن بالدخول[2]۔

ترجمہ یہ اگر قاضی مسجد یا گھر میں بیٹھے تو دربان مقرر کرے تاکہ وہ خصوم کو ازدحام اور ہجوم کرنے سے روکے اور بواب کو اجازت نہیں کہ وہ ان سے کچھ لے کر ان کو قاضی کے پاس اندر جانے کی اجازت دے۔

---

[1] فتاویٰ عالم گیری (عربی، ط ج)، ص ۴۴۷، نیز اردو ترجمہ ج ۵ ص ۱۲۳

[2] ایضاً۔

Marfat.com

عدالت میں قاضی کے سامنے اس کا معاون ہونا چاہیے

قاضی مسندِ عدالت پر بیٹھا ہو تو ایک ایسا آدمی اس کے سامنے ہونا چاہیے جو مختلف امور میں اس کی اعانت کرے۔ اور لوگوں کو آگے نہ آنے دے۔ الفاظ ملاحظہ ہوں

واذا جلس القاضی لفصل الخصومات ینبغی ان یقوم بین یدیہ رجل منیع الناس عن التقدم بین یدیہ فی غیر نوبتہم وینعہم عن اساءۃ الادب ویقال لہ صاحب المجلس ولہ اسامی الشرطی والعریف والجلواز وینبغی ان یکون معہ سوط الادب وینبغی ان یکون امینا، وینبغی ان لا یکون طماعا حتی لا یرتشی فلا یمیل الی بعض الخصوم ولا یترک تادیبہ اذا اساء الادب واذا جلس الخصمان بین یدی القاضی ورأی القاضی ان یأمر صاحب المجلس لیقوم ببعد منہ حتی لا یعرف ما یدور بین الخصمین وبین القاضی فلا یعلم بہ احد الخصمین ولا یلقنہ شیئا فعل ذلک، وان کان مامونا، وترکہ بقرب منہ فلا بأس۔ والحاصل ان القاضی یعمل ما فیہ النظر والاحتیاط فی امور الناس، ولا ینبغی لہذا الرجل ان یسار احد الخصمین[1]

ترجمہ: قاضی جب مقدمات کے فیصلے کے لیے مسند عدالت پر بیٹھے تو اس کے سامنے ایک ایسا آدمی کھڑا ہونا چاہیے جو لوگوں کو بے وقت آگے بڑھنے سے اور سوئے ادب سے روکے۔ ایسے شخص کو صاحب المجلس کہتے ہیں۔ اس کو شرطی (پولیس مین) عریف اور جلواز بھی کہتے ہیں۔ اس کے پاس سوط ادب بھی ہونا چاہیے یہ شخص امین ہو، لالچی اور طماع نہ ہو کہ رشوت لے کر کسی فریق کی جانب داری کرے اور سوئے ادب کے وقت اس کی تادیب نہ کرے۔ جب دونوں فریق قاضی کے سامنے بیٹھیں اور قاضی یہ مصلحت محسوس کرے کہ صاحب المجلس اس سے کچھ دور فاصلے پر چلا جائے تاکہ اس کو معلوم نہ ہو سکے کہ فریقین مقدمہ اور قاضی کے درمیان کیا گفتگو ہوئی ہے کہ ایک فریق کو اس سے باخبر نہ کر دے اور کسی کو کچھ سکھا

---

[1] فتاویٰ عالمگیری (عربی) ایضاً - اردو ترجمہ ج ۵ ص ۱۲۴

Marfat.com

سمجھا نہ دے، تو قاضی کو ایسا کرنا چاہیے۔ اگرچہ صاحب المجلس امین اور قابل اعتماد ہی ہو اور اس کے قریب رہنے سے کسی قسم کا اندیشہ نہ ہو۔ خلاصۂ کلام یہ کہ قاضی کو وہ تمام کام کرنے چاہییں اور انھیں ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے جن میں لوگوں کی بھلائی اور احتیاط پنہاں ہو۔ اور صاحب المجلس کو چاہیے کہ مقدمہ کے کسی فریق سے خفیہ طور پر باتیں نہ کرے۔

کیا قاضی فریقین کو سلام کر سکتا ہے یا وہ اس کو سلام کر سکتے ہیں؟

فتاویٰ عالم گیری میں، اس مسئلے کو بھی موضوع بحث ٹھہرایا گیا ہے کہ فریقین قاضی کو سلام کر سکتے ہیں یا نہیں یا قاضی ان کو سلام کرنے کا مجاز ہے یا نہیں؟ اس باب میں یہ موضوع بھی ضمناً زیر بحث آ گیا ہے کہ امیر مملکت یا والی کو سلام کرنا یا ان کا لوگوں کو سلام کرنا مناسب ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس میں ان کے ذاتی وقار و حشمت اور ہیبت و دبدبہ کو ملحوظ و برقرار رکھنے کا سوال بھی پیدا ہوتا ہے۔ فتاویٰ میں اس سلسلے میں مختلف کتب فقہ کے حوالے سے مختلف فقہا کے اقوال نقل کیے گئے ہیں، جن میں یہ بھی ہے کہ دونوں کے ایک دوسرے کو سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں اور یہ بھی ہے کہ سلام کرنے اور سلام قبول کرنے سے رعب و دبدبہ کم ہو جاتا ہے اور اس سے فریقین پر غلط اثرات مترتب ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس سلسلے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ امیر مملکت یا والی کو، نہ سلام کرنے میں کوئی حرج ہے نہ سلام کا جواب دینے میں کوئی قباحت۔ البتہ قاضی کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ کیونکہ قاضی کی حیثیت امیر اور والی سے مختلف ہے۔

اذا دخل القاضی المسجد فلا بأس بان یسلم علی الخصوم یرید بہ تسلیما عاما، ثم اختلف المشائخ فیہ، منہم من قال ان سلم علیہم فلا بأس بہ، وان ترک وسعہ لتبقی المہیبۃ ویکثر الحشمۃ ولہذا جری الرسم ان الوکلاۃ والامراء اذا دخلوا لا یسلمون، ومنہم من قال علیہ ان یسلم ولا یسعہ الترک، وہکذا الوالی والامیر اذا دخلا علیہما ان یسلما ولا یسعہما الترک، ہذا ہو الکلام فی وقت

الدخول فاما اذا جلس فی ناحیۃ من المسجد للفصل والحکم کا یسلم علی الخصوم ولا یسلمون علیہ، وعن ھذا قال بعض مشائخنا من ھذا جری الرسمان الناس متی دخلوا علی الولاۃ والامراء لا یسلمون علیہم وھم لا یسلمون علی الناس، کان القاضی متی جلس للحکم لا یسلم ولا یسلمون علیہ والوالی والامیر اولیٰ، ولیس الامر کما ظنوا والصحیح ان الناس یسلمون علیہم وھم یسلمون علی الناس، بخلاف القاضی۔ والفرق ان الوالی والامیر انما جلسا للزیارۃ لا للفصل والحکم، والسلام تحیۃ الزائرین، فاما القاضی فانما جلس للفصل والحکم لا للزیارۃ۔ فلا یسلمون علیہ، وان سلموا مع ھذا فی مجلس الحکم فلا بأس بان یرد علیہم السلام، وھذا اشارۃ الی انہ لا یجب علیہ رد السلام، بل تخییر ان شاء رد، وان شاء لم یرد، کذا فی ادب القاضی للخصاف[1]۔

ترجمہ: قاضی مسجد میں آئے تو خصوم کو اس اسلوب سے سلام کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ اس کا ارادہ سلام عام کا ہو۔ پھر مشائخ فقہ کا اس میں اختلاف ہے۔ بعض کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ سلام کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں اور نہ کرنے میں بھی۔ تاکہ اس کی ہیبت باقی رہے اور حشمت و عزت میں اضافہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ولات و امرا میں یہ رسم چلی آرہی ہے کہ وہ آتے ہیں تو سلام نہیں کرتے۔ اس کے برعکس بعض کا کہنا ہے کہ قاضی آئے تو اس کا فرض ہے کہ سلام کرے۔ ترک سلام کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسی طرح والی اور امیر آئیں تو ان کا بھی فرض ہے کہ سلام کریں۔ ترک سلام کی ان کے لیے بھی کوئی گنجائش نہیں۔ البتہ اگر قاضی مقدمات کے فیصلے کی غرض سے مسجد میں بیٹھ گیا ہو تو خصوم پر سلام نہ کرے اور نہ لوگ قاضی کو سلام کریں۔ بعض مشائخ کا قول ہے کہ اسی سے یہ رسم جاری ہوئی ہے کہ لوگ ولات اور امرا کے پاس جاتے ہیں تو سلام نہیں کرتے اور نہ وہ لوگوں کو سلام کرتے ہیں۔ کیونکہ جب قاضی کے بارے میں یہ حکم ہے تو والی اور امیر کے

---

[1] ایضاً عربی۔ اردو ترجمہ ج ۵، ص ۱۲۳

Marfat.com

بارے میں تو بالا ولیٰ ہوگا۔ بات یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا صحیح نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ لوگ امراء و ولات کو سلام کریں اور وہ ان کو سلام کریں۔ بخلاف قاضی کے، ان دونوں میں یعنی قاضی اور والی و امیر میں فرق یہ ہے کہ والی و امیر تو بیٹھتے ہی ملاقات کے لیے ہیں، فصل خصومات کے لیے نہیں بیٹھتے۔ سلام ملاقات کرنے والوں کا تحفہ ہے (جسے قبول کرنا چاہیے) اور قاضی فصل و حکم کے لیے بیٹھا ہے نہ کہ ملاقات کے لیے، لہٰذا اس کو سلام نہ کریں۔ بایں ہمہ اگر لوگ اس کو سلام کریں تو جواب دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اس عبارت میں اشارہ یہ ہے کہ قاضی پر جواب سلام واجب نہیں۔ بلکہ مذہب مختار یہ ہے کہ جی چاہے تو جواب دے نہ چاہے تو نہ دے۔ خصاف کی ادب القاضی میں اسی طرح مرقوم ہے۔

قاضی کے لیے ضروری ہدایات

منصب قضا نہایت نازک شئے ہے۔ قاضی کو انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے اس ضمن میں فتاویٰ عالم گیری میں بڑی بڑی اور مشہور کتابوں کے حوالے سے بہت کچھ بتایا گیا ہے۔ ان میں چند باتیں یہ ہیں۔

وینبغی للقاضی اذا تقدم الیہ الخصمان ان یسوی بینہما فی المجلس ویجلسہما بین یدیہ[1]۔

ترجمہ: قاضی کی عدالت میں مقدمہ کے دونوں فریق پیش ہوں تو بٹھانے میں ان سے مساوی سلوک کرے اور اپنے سامنے بٹھائے۔

ویسوی بینہما فی النظر والکلام ولا یسار احدہما ولا یشیر الیہ بید او لا برأسہ ولا بحاجبہ ولا یضحک فی وجہ احدہما[2]۔

ترجمہ: دونوں کے درمیان دیکھنے اور بات کرنے میں مساوات ملحوظ رکھے اور کسی ایک سے خفیہ بات نہ کرے۔ نہ ہاتھ، سر اور ابرو سے اشارہ کرے، نہ کسی ایک طرف منہ کر کے ہنسے[3]۔

---

[1] ایضاً۔ [2] ایضاً [3] ایضاً اردو ترجمہ ج ۵ ص ۱۲۵

ویجتنب المزاح مطلقا معہما او مع احدھما او مع غیرھما فی مجلس الحکم ولا یکثر فی غیرہ، لانہ یذھب بالمھابۃ[1]۔

ترجمہ:۔ اور (قاضی) مجلس عدالت میں مزاح سے مطلقاً پرہیز کرے۔ خواہ ہر مقدمے کے دونوں فریقوں کے ساتھ ہو یا ایک کے ساتھ ہو یا ان کے سوا کسی اور کے ساتھ ہو۔ مجلس عدالت کے علاوہ بھی کسی سے زیادہ مزاح نہ کرے، کیونکہ اس سے اس کی ہیبت اور رعب باقی نہیں رہتے۔

وکذلک لا ینبغی لہ ان یطلق وجھہ الی احدھما فی شئ من المنطق مالا یفعل بالآخر مثلہ[2]۔

ترجمہ:۔ اسی طرح قاضی کو کھل کر ایک فریق سے کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہیے، جو دوسرے سے نہیں کہی ہے۔

النہایہ، البدائع، مختصر خواہرزادہ، فتاویٰ تاتارخانیہ، محیط سرخسی اور غرر الغنیتین وغیرہ کے حوالے سے مزید مرقوم ہے۔

ولا یضیف احد الخصمین الا ان یکون خصمہ معہ، ولا یکلم احدھما بلسان لا یعرفہ الآخر ولا یخلو باحد الخصمین فی منزلہ، ولا ینبغی للقاضی ان یفعل ما یؤدی الی التہمۃ، ویکرہ ان یلوی عنقہ علی احد الخصمین ..... ویکرہ ان یأذن لاحد الخصمین بان یدخل فی منزلہ دون الآخر لکن لہ خصومۃ، فلا بأس بان یأذن لہ القاضی بالدخول علیہ للسلام او لحاجۃ تعرض[3]۔

ترجمہ:۔ فریقین مقدمہ میں سے (قاضی) ایک فریق کی مہمان نوازی نہ کرے، البتہ دوسرا فریق بھی ساتھ ہو تو کر سکتا ہے۔ کسی ایک فریق سے ایسی زبان میں بات نہ کرے جسے دوسرا فریق نہ سمجھ پاتا ہو۔ اپنے گھر میں دونوں فریقوں میں سے ایک کے ساتھ

---

[1] ایضاً
[2] ایضاً
[3] ایضاً عربی ص ۱۴۸۔ اردو ترجمہ ص ۱۲۵

Marfat.com

علیحدگی میں نہ جائے۔ قاضی کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہ کرے، جس کی وجہ سے اس کو متہم کیا جا سکتا ہو۔ فریقین میں سے کسی ایک کی طرف گردن نہ موڑے..... کسی فریق مقدمہ کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت دینا مکروہ ہے۔ البتہ، جس کا کوئی جھگڑا اس کی عدالت میں نہیں ہے، محض سلام کرنا یا کسی دوسری ضرورت کا اظہار مقصود ہے تو وہ آسکتا ہے۔

تبیین کے حوالے سے مرتبینِ فتاویٰ عالم گیری فرماتے ہیں۔

ولا یقعد احدھما من جانب الیمین والآخر من جانب الیسار لان جانب الیمین افضل، فیکون تقدیما لہ علی صاحبہ، یفعل ذلک بین الکبیر و الصغیر حتی یجب علیہ ان یسوی فیہ بین الاب والابن وبین الخلیفۃ والرعیۃ وبین الذمی والشریف[1]۔

ترجمہ:۔ قاضی، فریقین میں سے ایک کو دائیں جانب اور دوسرے کو بائیں جانب نہ بٹھائے۔ اس لیے کہ دائیں جانب کو افضلیت حاصل ہے اور اس کو دوسرے فریق پر مقدم سمجھا جائے گا۔ بڑے چھوٹے کے درمیان اسی قسم کا برتاؤ کرے، یہاں تک کہ باپ اور بیٹے کے درمیان، خلیفہ اور رعیت کے درمیان، ذمی اور شریف کے درمیان، مساوات قائم رکھنا ضروری ہے۔ ساتھ ہی مرقوم ہے۔

وینبغی ان یکون جلوسھما بین یدی القاضی علی قدر ذراعین او نحو ذلک، بحیث یسمع کلامھما من غیر ان یرفع اصواتھما[2]۔

ترجمہ:۔ فریقین کی نشست قاضی کے آگے دو ہاتھ کے فاصلے پر یا اس کے لگ بھگ اس طریق سے ہونی چاہیے کہ وہ ان کی آواز، ان کے اونچی بولے بغیر سن سکے۔

قال محمد فی الاصل لا ینبغی لھما ان یبیع ویشتری فی مجلس القضاء لنفسہ ..... ولو باع واشتری لنفسہ فی غیر مجلس القضاء فلا باس بہ ــــ والصحیح انہ لا یفعل کما فی مجلس القضاء ولا فی غیرہ، کان الناس یساھلونہ لاجل القضاء د

---

[1] ایضاً عربی ص ۱۴۸۔ اردو ترجمہ ص ۱۲۵ [2] ایضاً۔

ینبغی ان یولی لذالک غیرہ ممن یثق بہ ولا ینبغی لہ ان یستقرض الا من صدیق او خلیط لہ کان قبل ان یستقضی .... ویشیع الجنازۃ ویعود المریض ولکن لا یطیل مکثہ فی ذلک المجلس، ولا یمکن احدا من الخصوم یتکلم معہ، فی ذلک المجلس بشیٔ من الخصومات وفی السفتانی وانما یعود المریض اذا لم یکن المریض من المتخاصمین، اما اذا کان منهم فلا ینبغی ان یعود[1]۔

ترجمہ: قاضی کو اپنے لیے مجلسِ قضا میں خرید و فروخت نہ کرنا چاہیے ... اگر غیر مجلسِ قضا میں اپنے لیے خرید و فروخت کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ نہ وہ مجلسِ قضا میں خرید و فروخت کرے نہ غیر مجلسِ قضا میں۔ کیونکہ اس کی وجہ سے لوگ اس کو قضا کے بارے میں متساہل اور سبک قرار دیں گے۔ اسے چاہیے کہ اس کام کے لیے کسی دوسرے ثقہ آدمی کو مقرر کرے۔ قاضی کو قرض بھی نہیں لینا چاہیے، البتہ اپنے کسی دوست یا ایسے شخص سے لے سکتا ہے، جو منصب قضا قبول کرنے سے پہلے اس کا شریک رہا ہو .... قاضی جنازے کے ساتھ جا سکتا ہے اور مریض کی عیادت کر سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس مجلس میں زیادہ دیر نہ ٹھہرے اور مقدمے کے فریقوں میں سے کسی کو اس مجلس میں اپنے ساتھ مقدمے کے بارے میں گفتگو کا موقع نہ دے۔ سفتانی میں ہے کہ وہ صرف اسی مریض کی عیادت کر سکتا ہے، جو مخاصم اور فریقِ مقدمہ نہ ہو۔ اگر مریض مدعی یا مدعی علیہ ہو تو اس کی عیادت نہیں کرنی چاہیے۔

فتاویٰ عالم گیری کی "کتاب ادب القاضی" اس طرح کے بے شمار مسائل کو محیط ہے۔

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ قاضی کو کسی کی دعوت قبول کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ البتہ دعوت ولیمہ قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر کوئی ایسا شخص

---

[1] فتاویٰ عالم گیری ج ۳ کتاب ادب القاضی۔ الباب الثامن ص ۱۵۰، اردو ترجمہ ج ۵ ص ۱۳۱

اس کو دعوت پر بلاتا ہے، جو منصب قضا پر فائز ہونے سے پہلے نہیں بلاتا تھا، تو اس کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہیے۔ یا کوئی شخص اس کو قاضی مقرر ہونے سے پہلے مہینے میں ایک بار بلاتا تھا۔ قاضی مقرر ہونے کے بعد مہینے میں دو بار یا ہفتے میں ایک بار بلاتا ہے تو اس کی دعوت بھی قبول نہیں کرنی چاہیے۔ یا ایسا شخص دعوت طعام دیتا ہے، جس کا مقدمہ اس کی عدالت میں زیر سماعت ہے، اس کی دعوت پر بھی نہیں جانا چاہیے۔ اسی طرح کسی کا تحفہ قبول کرنے میں بھی قاضی کو گریز کرنا چاہیے۔ یہ سب چیزیں رشوت کے حکم میں آتی ہیں اور رشوت متعدد اقسام میں منقسم ہے۔ لہذا قاضی کو اس سے محفوظ رہنا نہایت ضروری ہے[1]

---

[1] تفصیلات کے لیے دیکھیے فتاویٰ عالمگیری (عربی) ج ۳ ص ۱۵۱۔ کتاب ادب القاضی (اردو ترجمہ) ج ۵ ص ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵

Marfat.com

تعارف کتبِ فقہ

جن کتبِ فقہ کی مدد سے مختلف مصنفینِ فتاویٰ نے اپنے فتاوے مرتب کیے اور جا بجا ان کے حوالے دیے ہیں، ان کی تعداد دو سو سے زائد ہے۔ بطورِ ذیل میں اس عظیم ذخیرۂ فقہ میں سے اختصار کے ساتھ ان کتابوں کا تعارف کرایا جا رہا ہے، جن کا ذکر بار بار آتا ہے اور جو اپنی جگہ خاص اہمیت کی حامل ہیں۔

۱۔ الاجناس :۔ اس کتاب کا پورا نام "اجناس فی الفروع" ہے۔ مشہور فقیہ احمد بن محمد بن عمر و ابو العباس ناطفی (متوفی ۴۴۶ھ) کی تالیف ہے۔ یہ معروف علمائے عراقیین اور کبار فقہائے حنفیہ میں سے تھے۔[1]

۲۔ ادب القاضی :۔ اس نام کی متعدد فقہائے کرام نے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ یہاں ابو بکر احمد بن عمرو بن خصاف (متوفی ۲۶۱ھ) کی تصنیف مراد ہے۔ کیونکہ اس موضوع سے متعلق اس کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور یہ ایک بہترین کتاب مانی گئی۔ مصنف نے اس کو ایک سو بیس ابواب میں ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب "ادب القاضی علی مذہب ابی حنیفہ" ہے۔ ایک اور کتاب "ادب القاضی علی مذہب الشافعی" بھی ہے۔[2]

۳۔ الایضاح :۔ یہ التجرید کی شرح ہے اور فقیہ خراسان ابو الفضل عبد الرحمٰن بن محمد کرمانی حنفی (متوفی ۴۳۵ھ) کی تصنیف ہے۔ کتاب کا پورا نام "الایضاح

---

[1] الفوائد البہیہ ص ۳۶ (مطبوعہ مصر) الجواہر المضیہ جلد اول ص ۱۱۳ (مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن) کشف الظنون ج اول کالم ۱۱

[2] تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو کشف الظنون ج ۱ کالم ۴۶، ۴۷۔ نیز دیکھیے الجواہر المضیہ جلد اول ص ۸۷، ۸۸

Marfat.com

فی الفروع" ہے۔ اس نام کی دو کتابیں ہیں۔ ایک یہ جس کا تعارف کرایا جا رہا ہے۔ دوسری ابو علی حسن بن قاسم طبری شافعی (متوفی ۴۰۵ھ) اور ابو القاسم عبدالواحد بن حسین صیمری شافعی کی (جو ۴۸۶ھ کے بعد فوت ہوئے) ان دونوں کی مشترکہ تصنیف ہے۔[1]

۴۔ الاسرار فی الاصول والفروع :۔ علامہ ابو زید عبید اللہ بن عمر دبوسی حنفی (متوفی ۴۳۰ھ) کی تصنیف ہے۔[2]

۵۔ تبیین الحقائق :۔ کنز الدقائق کی شرح ہے اور علامہ عثمان بن علی بن محجن ابو محمد فخر الدین زیلعی الصوفی کی تصنیف ہے۔ علامہ ممدوح ۷۰۵ھ میں قاہرہ گئے اور وہاں کی مسندِ تدریس و افتا پر فائز کیے گئے۔ فقہ، نحو اور فرائض کے بہت بڑے عالم تھے۔ رمضان المبارک ۷۴۳ھ میں فوت ہوئے۔[3]

۶۔ التجرید :۔ اس نام کی کئی کتابیں ہیں، جن میں سے ایک رکن الدین عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن امیر ویہ کرمانی حنفی (متوفی ۵۴۳ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کا پورا نام "التجرید الکنی فی الفروع" ہے۔ یہاں یہی کتاب مراد ہے۔ مصنف نے خود ہی "الایضاح" کے نام سے اس کی شرح لکھی۔ شمس الائمہ تاج الدین عبدالغفار بن لقمان کردری حنفی (متوفی ۵۶۲ھ) نے بھی "المفید والمزید" کے نام سے اس کی شرح سپردِ قلم کی۔ تجرید نام کی ایک کتاب تجرید القدوری ہے، جو امام ابو الحسین احمد بن محمد (متوفی ۴۲۸ھ) کی تالیف ہے۔[4]

۷۔ تجنیس الملتقط :۔ یہ کتاب صاحبِ ہدایہ کے تلمیذ شیخ جلال الدین محمود بن شیخ مجد الدین الحسین کی تصنیف ہے۔

۸۔ التحریر :۔ یہ کتاب اصولِ فقہ سے متعلق ہے اور اس کا پورا نام "التحریر

---

[1] الجواہر المضیہ جلد اول ص ۳۰۴۔ الفوائد البہیہ ص ۱۹۔ کشف الظنون جلد اول کالم ۴۶۔

[2] کشف الظنون جلد اول کالم ۸۴

[3] الفوائد البہیہ ص ۱۱۵۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے کشف الظنون جلد ثانی کالم ۱۵۱۱

[4] کشف الظنون جلد اول کالم ۳۴۵، ۳۴۶

فی اصول الفقہ" ہے۔ علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد الشہیر بابن الہمام (متوفی ۸۶۱ھ) کی تصنیف ہے۔ التحریر فی الفروع نام کی ایک کتاب ابوالعباس احمد بن محمد حریجانی شافعی (متوفی ۸۲۴ھ) کی تصنیف ہے۔ جو بڑی ضخیم کتاب ہے[۵۱]۔

۹۔ تحفۃ الفقہا۔ شیخ علاء الدین محمد بن احمد حنفی سمرقندی کی تصنیف ہے۔ اس میں مختصر القدوری پر کچھ اضافات ہیں[۵۲]۔

۱۰۔ ترغیب الصلوٰۃ۔ یہ کتاب فارسی زبان میں ہے اور شیخ محمد بن احمد الزاہد کی تصنیف ہے۔ مصنف نے اس کو تقریباً ایک سو کتاب کی مدد سے تین اقسام پر مرتب کیا ہے، قسم اول فرضیتِ نماز سے، قسم دوم طہارت سے اور قسم سوم نواقضِ وضو سے متعلق ہے[۵۳]۔

۱۱۔ التہذیب۔ اس نام سے مسائل فقہ سے متعلق دو کتابیں ہیں اور دونوں شافعی المسلک فقہا کی تصنیف کردہ ہیں۔ فقہ حنفی کے بارے میں ایک کتاب "تہذیب لذہن اللبیب فی الفروع" ہے۔ اس کا ذکر حاجی خلیفہ نے بھی کشف الظنون میں کیا ہے۔ یہ کتاب "ذخیرۃ الفقہا" کے نام سے بھی موسوم ہے۔ اس سلسلے کی ایک کتاب کا نام "خیرات الفتاوی" ہے جو علی بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن نصیر الدین ابن ملکان البرتوانی حنفی کی تصنیف ہے[۵۴]۔

۱۲۔ الجامع الصغیر فی الفروع۔ امام محمد بن حسن بن فرقد شیبانی رحمۃ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی تصنیف ہے، جو حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں[۵۵]۔

۱۳۔ الجامع الکبیر فی الفروع۔ یہ بھی امام محمدؒ کی تصنیف ہے[۵۶]۔

---

۵۱ کشف الظنون جلد اول کالم ۳۵۸ ۵۲ ایضاً کالم ۳۷۱

۵۳ ایضاً کالم ۳۹۹

۵۴ الفوائد البہیہ ص ۲۳۰

۵۵ تفصیلات کے لیے کشف الظنون جلد اول کالم ۵۶۱، دیکھیے۔

۵۶ ایضاً کالم ۵۶۰

Marfat.com

۱۴۔ الجامع الاصغر:۔ تالیف شیخ محمد بن ولید ابو علی سمرقندی حنفیؒ

۱۵۔ جامع الفتاویٰ:۔ اس نام کی دو کتابیں ہیں۔ ایک ناصر الدین ابو القاسم محمد بن یوسف سمرقندی (متوفی ۵۵۶ھ) کی تصنیف ہے اور دوسری شیخ قرق امرہ الحمیدی الحنفی (متوفی ۸۸۰ھ) کی[1]

۱۶۔ جامع الجوامع:۔ اس نام کی ایک سے زائد کتابیں ہیں[2]

۱۷۔ جواہر الفتاویٰ:۔ تالیف شیخ رکن الدین ابو بکر محمد بن ابو المفاخر بن عبد الرشید کرمانی حنفی[3]

۱۸۔ الحاوی القدسی فی الفروع:۔ قاضی جمال الدین احمد بن محمد بن نوح قابسی غزنوی حنفی کی تصنیف ہے۔ انھوں نے ۶۰۰ھ اور ۶۰۳ھ کے لگ بھگ وفات پائی[4]

۱۹۔ خزانۃ الفقہ:۔ امام ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی (متوفی ۳۸۳ھ) کی تصنیف ہے۔ علامہ قاسم بن قطلو بغا حنفی مصری امام ابو اللیث کو "امام الہدیٰ" قرار دیتے ہیں۔ ان کی ایک تفسیر بھی ہے۔ کتاب النوازل تنبیہ الغافلین اور بستان العارفین بھی ان کی تصانیف ہیں[5]

۲۰۔ خلاصۃ الفتاویٰ:۔ افتخار الدین طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری (متوفی ۵۴۲ھ) کی تالیف ہے۔ مصنف رحمہ اللہ ماوراء النہر کے شیخ الحنفیہ اور مجتہد فی المسائل تھے[6]

---

[1] الجواہر المضیہ جلد ۲، ص ۱۴۱۔ الفوائد البہیہ ص ۲۰۲۔ کشف الظنون ج ۱۔ کالم ۵۲۵

[2] کشف الظنون ج ۱۔ کالم ۵۶۵

[3] ایضاً کالم ۵۳۹ [4] ایضاً کالم ۶۱۵

[5] کشف الظنون ج ۱۔ کالم ۶۲۷۔

[6] الفوائد البہیہ ص ۶۵ کشف الظنون ج ۱۔ کالم ۷۰۳

[7] الجواہر المضیہ ج ۱۔ ص ۲۶۵۔ الفوائد البہیہ ص ۸۴ کشف الظنون ج ۱۔ کالم ۷۱۸

Marfat.com

۲۱۔ خزانۃ المفتین :۔ فروعِ حنفیہ میں ہے اور شیخ حسین بن محمد سمیقانی یا سمنقانی حنفی کی تصنیف ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے یہ کتاب ماہِ محرم ۷۰۰ھ میں تکمیل کی لیہ

۲۲۔ زاد الفقہاء :۔ یہ قدوری کی شرح ہے اور شیخ الاسلام ابو المعالی بہاء الدین محمد بن احمد اسبیجابی کی تصنیف ہے، جو شیخ جمال الدین عبید اللہ محبوبی بخاری کے شاگرد ہیں۔ یہ فقہ کی اہم کتابوں میں سے ہے[۲]۔

۲۳۔ الذخیرۃ الفتاویٰ :۔ یہ کتاب "الذخیرہ" اور "ذخیرۂ برہانیہ" کے نام سے بھی موسوم ہے اور امام برہان الدین محمود بن احمد بخاری (متوفی ۶۱۶ھ) کی تالیف ہے۔ جو دراصل انہی کی ایک مشہور کتاب "المحیط البرہانی" کا اختصار ہے۔ یہ دونوں کتابیں علماء و فقہا میں مقبول و متداول ہیں[۳]۔

۲۴۔ الزیادات :۔ یہ کتاب حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی رح (متوفی ۱۸۹ھ) کی تالیف ہے[۴]۔ اور مصر میں زیرِ طبع ہے[۵]۔

۲۵۔ الزاہدی :۔ قدوری کی شرح ہے اور "المجتبیٰ فی اصول الفقہ" کے نام سے معروف ہے۔ امام نجم الدین مختار بن محمود زاہدی حنفی (متوفی ۶۵۸ھ) کی تصنیف ہے[۶]۔

۲۶۔ روضۃ العلماء :۔ تالیف شیخ ابو علی حسین بن یحییٰ بخاری زندویسی حنفی[۷]۔

۲۷۔ شرح جامع الصغیر :۔ اس نام کی ایک کتاب قاضی خاں (متوفی ۵۹۲ھ)

---

[۱] کشف الظنون ج ۱ کالم ۷۰۳

[۲] الجواہر المضیہ ج ۲۔ ص ۲۷۔ کشف الظنون ج ۲ کالم ۹۴۵ بھی دیکھیے۔

[۳] کشف الظنون جلد اول کالم ۸۲۳

[۴] الفہرست ابن ندیم مطبوعہ بیروت ص ۲۰۴

[۵] ماہنامہ معارف (اعظم گڑھ) بابت ماہ جون ۱۹۶۹ء

[۶] کشف الظنون جلد ثانی کالم ۱۵۹۲ [۷] کشف الظنون جلد اول کالم ۹۲۸

Marfat.com

کی تصنیف ہے[1]۔ اور ایک امام طحاوی (متوفی ۳۲۲ھ) کی[2]

۲۸۔ شرعۃ الاسلام :۔ شیخ ابو الوعظ محمد بن ابو بکر المعروف بہ امام زادہ حنفی (متوفی ۵۷۳ھ) کی تالیف ہے۔ یہ کتاب اکسٹھ فصول پر مشتمل ہے اس کی متعدد شروح بھی مختلف علما نے لکھی ہیں[3]

۲۹۔ الصغناقیہ (یا سغناقیہ) یہ نہایہ شرح ہدایہ ہے مصنف کا نام حسام الدین حسین بن علی صغناقی (یا سغناقی) ہے۔ صغناق یا سغناق ترکستان کا ایک شہر ہے ہدایہ کی یہ شرح ربیع الاول ۷۰۰ھ میں مکمل ہوئی۔ یہ پہلی شرح ہدایہ ہے جو نہایت مفصل اور بے شمار مسائل کو محیط ہے اس کے مصنف کی وفات ۷۱۱ھ میں ہوئی۔ صغناقیہ کے مصنف صاحب ہدایہ شیخ برہان الدین علی بن ابو بکر مرغینانی کے شاگرد تھے[4]

۳۰۔ الصیرفیہ (یا فتاوی آہو) :۔ شیخ مجد الدین اسعد بن یوسف بن علی بخاری الصیرفی المعروف بہ آہو کی تصنیف ہے[5]

۳۱۔ عیون المسائل :۔ اس نام کی کئی کتابیں ہیں مگر یہاں امام ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی (متوفی ۳۷۶ھ) کی تصنیف مراد ہے۔ شیخ علاء الدین محمد بن عبد الحمید اسمندی سمرقندی المعروف بہ علاء العالم (متوفی ۵۵۲ھ) نے "عصر المسائل و قصر الدلائل" کے نام سے اس کی شرح لکھی[6]

۳۲۔ فتاوی ابی اللیث :۔ نصر بن محمد سمرقندی (متوفی ۳۸۳ھ) کی تصنیف ہے[7]۔

---

[1] حدیقۃ الحنفیہ از مولوی فقیر محمد جہلمی (مطبوعہ نول کشور لکھنؤ) ص ۲۳۱

[2] الفہرست ابن ندیم طبع بیروت ص ۲۰۷

[3] کشف الظنون ج ۲ کالم ۱۰۴۴

[4] الفوائد البہیہ ص ۶۲ نیز ملاحظہ ہو کشف الظنون ج ۲ کالم ۲۰۳۲

[5] کشف الظنون ج ۲ کالم ۱۲۲۵

[6] ایضاً کالم ۱۱۸۷ [7] ایضاً کالم ۱۲۲۰

Marfat.com

۳۳۔ فتاویٰ اسبیجابی :۔ تصنیف ابو نصر احمد بن منصور حنفی۔ ۸۰ھ کے بعد فوت ہوئے[1]

۳۴۔ فتاویٰ تاتارخانیہ :۔ مشہور فقیہ شیخ عالم بن علا اندرپتی (متوفی ۷۸۶ھ) کی تصنیف ہے۔ اس سے متعلق مضمون کتاب میں ملاحظہ کیجیے۔

۳۵۔ فتاویٰ حمادیہ :۔ تصنیف قاضی حماد الدین احمد بن قاضی محمد اکرم۔ یہ فتاویٰ ان کے تلمیذ مفتی ابو الفتح رکن الدین بن حسام الدین ناگوری نے جمع کیا اس سے متعلق مفصل مضمون کتاب میں ملاحظہ فرمائیے۔

۳۶۔ فتاویٰ الصوفیہ :۔ پورا نام الفتاوی الصوفیہ فی طریق البہائیہ ہے۔ شیخ فضل اللہ بن محمد بن ایوب (متوفی ۶۶۶ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ نام شیخ بہاء الدین ابو محمد زکریا ملتانی رحمہ اللہ کی وجہ سے رکھا گیا۔ بقول مولیٰ برکلی یہ فتاویٰ کتب غیر معتبرہ میں سے ہے[2]

۳۷۔ فتاویٰ السغدی :۔ امام و فقیہ ابو الحسن عطا بن حمزہ سُغدی سمرقندی کی تصنیف ہے[3]

۳۸۔ فتاویٰ خواہرزادہ :۔ تصنیف امام ابو بکر محمد بن حسین بن محمد بخارک متوفی ۴۸۳ھ[4]

۳۹۔ فتاویٰ ابی بکر :۔ از علامہ محمد بن فضل بن عباس حنفی بخی متوفی ۴۱۹ھ[5]

۴۰۔ فتاویٰ التمرتاشی :۔ از شیخ ابو محمد ظہیر الدین احمد بن ابو ثابت اسماعیل بن محمد ابد غمش حنفی مفتی خوارزم۔ متوفی ۶۰۰ھ[6]

۴۱۔ فتاویٰ شمس الائمہ ۔۔ عبد العزیز بن احمد بن نصر حلوانی حنفی متوفی ۴۴۹ھ[7]۔

---

[1] کشف الظنون ج ۲۔ کالم ۱۲۲۰

[2] تفصیلات کے لیے دیکھیے کشف الظنون ج ۲ کالم ۱۲۲۵ [3] ایضاً۔

[4] ایضاً کالم ۱۲۲۳ [5] ایضاً کالم ۱۲۱۹ [6] ایضاً کالم ۱۲۲۱

[7] ایضاً ۱۲۲۴

Marfat.com

۴۲۔ فتاویٰ الغیاثیہ :- تالیف شیخ داؤد بن یوسف خطیب ۔ یہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد کی تصنیف ہے اور اسی کی طرف منسوب ۔ اس سے متعلق مفصل مضمون کتاب میں پڑھیے ۔

۴۳۔ الفتاویٰ العتابیہ :- اس کا نام جامع الفقہ یا جوامع الفقہ بھی ہے۔ ابو نصر احمد بن محمد بن عمر زاہدی عتابی بخاری (متوفی ۵۸۶ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ عابد و زاہد اور متبحر عالم تھے ۔ شرح الزیادات بھی انہی کی تصنیف ہے[1]۔

۴۴۔ الفتاویٰ النسفیہ :- اس کے مؤلف علامہ نجم الدین عمر بن محمد نسفی المشہور بعلامہ سمرقندی (د ۵۳۷ھ) ہیں۔ یہ کتاب ان فتاویٰ کو محیط ہے جو انھوں نے اپنے معاصرین کے سوالات کے جواب میں تحریر کیے۔ علامہ ممدوح اپنے دور کے بہت بڑے مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، متکلم، حافظ الحدیث اور نحوی تھے۔ فقہ انھوں نے صدر الاسلام ابو الیسر محمد بزدوی سے پڑھی۔ تفسیر و فقہ کے موضوع سے متعلق ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ تفسیر کے باب میں "التیسیر فی التفسیر" ان کی بلند پایہ تصنیف ہے۔ فقہ کے بارے میں ان کی مشہور تصنیف کتاب المنظومہ ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ فقہ کی پہلی کتاب ہے جو بصورت نظم ضبط تحریر میں لائی گئی[2]۔

۴۵۔ الفتاویٰ السراجیہ :- شیخ الاسلام سراج الدین اوشی کی تالیف ہے، جو چھٹی صدی ہجری کے مشاہیر میں سے تھے۔ یہ کتاب بعض ایسے فقہی نوادر پر مشتمل ہے جو عام طور پر دیگر کتب فقہ میں نہیں ملتے۔ مینہ کا ماخذ یہی کتاب ہے۔ بقول مولیٰ ابن چوی کے مصنف رحمہ اللہ، سوموار کے دن ماہ محرم ۵۶۹ھ میں اس کی تصنیف سے فارغ ہوئے[3]۔

۴۶۔ الفتاویٰ الظہیریہ :- شیخ محمد بن احمد بن عمر ظہیر الدین بخاری (متوفی ۶۱۹ھ)

---

[1] الفوائد البہیہ ص ۳۶۔ نیز دیکھیے کشف الظنون جلد اول کالم ۵۶۷، ج ۲ کالم ۱۲۲۶

[2] کشف الظنون ج ۲ کالم ۱۲۳۰۔ الفوائد البہیہ ص ۱۴۹، ۱۵۰

[3] کشف الظنون ج ۲ کالم ۱۲۲۴

Marfat.com

کی تالیف ہے۔ یہ بخارا میں محتسب تھے اور جلیل القدر عالم دین۔ اپنے والد احمد بن عمر سے علم حاصل کیا اور درجۂ اجتہاد پر فائز ہوئے۔ ان کے ایک استاذ شیخ ظہیر الدین ابوالمحاسن حسن بن علی مرغینانی ہیں، جو اپنے اس شاگرد کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور دیگر طلبا پر ترجیح دیتے تھے۔ ان کی ایک تصنیف "الفوائد الظہیریہ" ہے۔ ان کتابوں کا انتساب ان کے دادا ظہیر الدین کبیر علی بن عبدالعزیز مرغینانی کی طرف بھی ہو سکتا ہے اور ان کے استاذ شیخ ظہیر الدین ابوالمحاسن حسن بن علی مرغینانی کی طرف بھی۔ اس کتاب کے بارے میں مولانا عبدالحی لکھنوی کا کہنا ہے کہ میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے اور اسے قابل اعتماد اور بہت سے فوائد علمیہ پر مشتمل پایا ہے[1]

۴۷۔ فتاویٰ قاری الہدایہ:۔ تصنیف سراج الدین عمر بن اسحاق غزنوی ہندی حنفی متوفی ۷۷۳ھ[2]

۴۸۔ فتاویٰ قاضی خاں:۔ اسے فتاویٰ خانیہ بھی کہتے ہیں۔ یہ امام فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی الفرغانی الشہیر بقاضی خاں (متوفی ۵۹۲ھ) کی تالیف ہے، جو ایک مشہور و مقبول کتاب ہے۔ علمائے فقہ کے بیشتر فتاویٰ کا مرجع یہی ہے۔ یہ ان تمام مسائل کا مجموعہ ہے، جن کی اکثر ضرورت پیش آتی ہے۔ اس میں ہر فقہی مسئلے کا ماخذ دیا گیا ہے اور جس مسئلے کے بارے میں فقہائے متاخرین کے اقوال زیادہ ہیں اس میں ایک یا دو قول ذکر کر کے زیادہ واضح قول کو ترجیح دی گئی ہے[3]۔

مولانا عبدالحی فرنگی محلی لکھتے ہیں، اس کے مصنف رفیع المرتبت اور دقیقہ رس عالم اور مجتہد تھے۔ قاسم بن قطلوبغا تصحیح القدوری میں کہتے ہیں، قاضی خاں جس بات کی تصحیح کر دیں، اسے دوسروں کی تصحیح پر مقدم سمجھا جائے گا[4]

---

[1] الفوائد البہیہ ص ۱۵۶، ۱۵۷۔ نیز دیکھیے کشف الظنون ج ۲ کالم ۱۲۲۶

[2] کشف الظنون ج ۲ کالم ۱۲۲۷

[3] ایضاً

[4] الفوائد البہیہ ص ۶۵

Marfat.com

۴۹۔ الفتاویٰ الکبریٰ :۔ امام شہید حسام الدین عمر بن عبدالعزیز (متوفی ۵۳۶ھ) کی تالیف ہے۔ اس کی تصنیف کے بارے میں اس کے مؤلف فرماتے ہیں، جب مجھ سے لوگوں نے مختلف مسائل کے بارے میں فتوے پوچھے تو میں نے ایک ایسی کتاب معرض کتابت میں لانے کا فیصلہ کیا، جس میں فقیہ ابواللیث کی النوازل، ابوالعباس ناطفی کی واقعات یا فتاویٰ امام ابوبکر محمد بن الفضل اور فتاویٰ اہل سمرقند کو جمع کیا جائے۔ میں نے اس کا آغاز مسائل النوازل سے کیا اور اس کے لیے کچھ علامات مقرر کیں۔ مثلاً النوازل کے لیے "ن" العیون کے لیے "ع" واقعات کے لیے "و" مسائل ابوبکر محمد بن الفضل کے لیے "ب" اور فتاویٰ اہل سمرقند کے لیے "س"

محمد بن محمد بن عمر جو بخارا میں نائب قاضی تھے، لکھتے ہیں کہ میں نے ان پانچوں کی املا کرائی اور اس میں وہ علامات درج کیں، جن کی طرف امام حسام الدین نے عنان توجہ مبذول نہیں کی تھی۔

یوسف بن احمد الخاصی نے فتاویٰ الصغریٰ کے انداز سے اس کی تبویب کی۔ الفتاویٰ الکبریٰ کو تجنیس واقعات حسام الدین سے بھی موسوم کیا جاتا ہے، جس کی تبویب امام نجم الدین یوسف بن احمد بن ابوبکر الخاصی نے کی۔

قاضی فطیس کی ایک کتاب کا نام بھی الفتاویٰ الکبریٰ ہے، جس کی تلخیص ابوالمجاہد محمود بن احمد بن مسعود قونوی نے کی اور اس میں فتاویٰ ظہیریہ وغیرہ کی مدد سے متعدد ضروری فروع کا اضافہ کیا۔ یہ کتاب اپنے موضوع میں بہت عمدہ ہے۔ اس کا ذکر ابن شہنا نے جواہر کے حاشیہ میں کیا ہے[1]۔

۵۰۔ فتاویٰ الولوالجی :۔ ظہیر الدین ابوالمکارم اسحاق بن ابوبکر حنفی (متوفی ۷۱۰ھ) کی تصنیف ہے[2]۔

۵۱۔ فتح القدیر :۔ یہ ہدایہ کی شرح ہے جو کتاب الوکالہ تک ہے اور

---

[1] کشف الظنون ج ۲ کالم ۱۲۲۸، ۱۲۲۹

[2] ایضاً کالم ۱۲۳۰

Marfat.com

دو جلدوں میں ہے۔ پورا نام فتح القدیر للعاجز الفقیر ہے۔ مصنف کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی المشہور بابن الہمام (متوفی ۸۶۱ھ) ہیں[۱]۔

۵۲۔ الفصول العمادی:۔ یہ کتاب چالیس فصول میں مرتب کی گئی ہے، جو فقط معاملات سے متعلق ہیں۔ اس کے مصنف کے بارے میں بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ان کا نام شیخ جمال الدین بن عماد الدین بن ابوبکر بن عبدالجلیل مرغینانی سمرقندی ہے۔ مولیٰ محمد بن الیاس مفتی چوی زادہ کہتے ہیں، ان کا نام ابوالفتح بن ابوبکر بن عبدالجلیل مرغینانی سمرقندی ہے۔ اس کتاب کی تصنیف سے وہ اواخر شعبان ۵۶۱ھ میں فارغ ہوئے[۲]۔

۵۳۔ فرائض الزاہدی:۔ ابوالرجاء مختار بن محمود الحنفی (متوفی ۶۵۸ھ) کی تصنیف ہے[۳]۔

۵۴۔ فصول الاسروشنی:۔ یہ کتاب صرف معاملات سے بحث کرتی ہے اور شیخ مجدالدین ابوالفتح محمد بن محمود بن حسین حنفی (متوفی ۶۳۲ھ) کی تصنیف ہے۔ کتاب تیس فصول پر مشتمل ہے، جو مصنف نے جمادی الاولیٰ ۶۲۵ھ کو مکمل کی۔ اس کی تکمیل پر بتیس سال سات مہینے صرف ہوئے[۴]۔

۵۵۔ قنیۃ المنیہ:۔ شیخ ابوالرجاء نجم الدین مختار بن محمود الزاہدی الحنفی الغزمینی (متوفی ۶۵۸ھ) کی تالیف ہے۔ مصنف خلافیات و مناظرات سے بہت دلچسپی رکھتے تھے۔ بعض علما نے ان کی روایت کو غیر معتبر اور ضعیف قرار دیا اور ان کو معتزلی کہا ہے[۵]۔

۵۶۔ کفایہ شرح ہدایہ:۔ سید جلال الدین بن شمس الدین خوارزمی کی تالیف ہے۔ جو مطبوع و متداول کتاب ہے۔

---

[۱] تفصیلات کے لیے دیکھیے کشف الظنون ج ۲ کالم ۲۰۳۴

[۲] ایضاً کالم ۱۲۷۰ [۳] ایضاً کالم ۱۲۴۷ [۴] ایضاً کالم ۱۲۶۶

[۵] الفوائد البہیہ ص ۲۱۳۔ نیز دیکھیے کشف الظنون ج ۲ کالم ۱۲۵۰

Marfat.com

۵۷۔ الکافی :۔ اس نام کی فقہیات سے متعلق کئی کتابیں ہیں، جو مسلک مالکیہ، مسلکِ حنفیہ، مسلکِ شافعیہ اور مسلکِ حنبلیہ پر مشتمل ہیں۔ لیکن یہاں الکافی فی فروع الحنفیہ مراد ہے۔ یہ کتاب حاکم شہید محمد بن محمد (متوفی ۳۳۴ھ) کی تصنیف ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس میں امام محمدؒ کی کتابوں کے اہم اجزائے فقہی نہایت سلیقے سے جمع کر دیے ہیں، لہٰذا یہ کتاب اپنے مندرجات کے اعتبار سے بڑی قابلِ اعتماد ہے۔ مصنف، بخارا کے قاضی تھے۔ بعد کو امیر خراسان نے ان کو منصب وزارت پر فائز کر دیا۔ یہ ربیع الثانی ۳۳۴ھ میں شہید کر دیے گئے[1]

۵۸۔ الکبریٰ :۔ اس کا ایک نام الفتاویٰ الخاصی ہے۔ قاضی نجم الدین یوسف بن احمد خوارزمی المعروف بہ قطیس (متوفی ۶۳۴ھ) کی تصنیف ہے[2]۔

۵۹۔ کنز الدقائق :۔ شیخ عبداللہ بن محمود حافظ الدین النسفی ابو البرکات (متوفی ۷۱۰ھ) کی تالیف ہے۔ یہ مشہور کتاب ہے اور فقہائے کرام نے اس کی متعدد شروح لکھی ہیں[3]

۶۰۔ کشف الاسرار فی اصول البزدوی :۔ تالیف شیخ علاء الدین عبدالعزیز بن احمد بخاری (متوفی ۷۳۰ھ)

۶۱۔ المبسوط :۔ تصنیف امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ)

۶۲۔ المبسوط سرخسی :۔ شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) کی تالیف ہے۔ اس کتاب کی پندرہ جلدیں ہیں۔ اس کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے یہ کتاب اوزجند کے قید خانے میں کسی کتاب کی مدد کے بغیر تصنیف کی۔ یہ کتاب دراصل حاکم شہید محمد بن محمد (متوفی ۳۳۴ھ) کی الکافی کی شرح ہے۔ اس میں فقہ حنفیہ کے جزئیات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے[4]۔

---

[1] الفوائد البہیہ ص ۱۸۵، ۱۸۶۔ کشف الظنون جلد ۲۔ کالم ۱۳۸۷

[2] کشف الظنون ج ۲ کالم ۱۲۲۲۔ الجواہر المضیہ جلد ثانی ص ۳۲۳، الفوائد البہیہ ص ۲۲۶۔

[3] تفصیلات کے لیے دیکھیے کشف الظنون ج ۲ کالم ۱۵۱۵، ۱۵۱۶۔ [4] ایضاً کالم ۱۵۸۰

Marfat.com

۶۳۔ المختار فی فروع الحنفیہ :۔ ابو الفضل مجد الدین عبداللہ بن محمود بن مودود موصلی (متوفی ۶۸۳ھ) کی تالیف ہے[1]

۶۴۔ مجموع النوازل والحوادث والواقعات :۔ شیخ احمد بن موسیٰ بن عیسیٰ الکشی کی تالیف ہے، جو ۵۵۰ھ کے لگ بھگ فوت ہوئے[2]

۶۵۔ المزید :۔ اس کا نام المزید فی فروع الحنفیہ ہے۔ شیخ برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی صاحب ہدایہ (متوفی ۵۹۳ھ) کی تصنیف ہے[3]

۶۶۔ معدن الکنز :۔ حاجی خلیفہ نے اس کے مصنف کا نام نہیں لکھا اور کتاب کا ذکر دو جگہ پر کیا ہے۔ ایک کنز الدقائق کے تحت، اس کی شرح کی حیثیت سے۔ دوسرے الگ اس کا نام لکھ کر[4]

۶۷۔ مختصر الطحاوی :۔ علامہ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبدالملک ازدی طحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) کی تالیف ہے، جو مشہور فقیہ و محدث اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ مصر کے ایک گاؤں طحا، کے رہنے والے تھے۔ پہلے شافعی المسلک تھے بعد کو مسلک حنفیت اختیار کر لیا اور فقہ حنفیہ کے سلسلے میں متعدد کتابیں تصنیف کیں، جن میں معانی الآثار، مشکل الآثار، احکام القرآن، شرح جامع الکبیر، شرح جامع الصغیر اور مختصر الطحاوی لائق تذکرہ ہیں[5]

۶۸۔ المضمرات :۔ اس کو جامع المضمرات والمشکلات کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ قدوری کی شرح ہے اور شیخ یوسف بن عمر بن یوسف الصوفی کی تصنیف ہے[6]

۶۹۔ منیۃ المصلی :۔ پورا نام منیۃ المصلی وغنیۃ المبتدی ہے شیخ سدید الدین

---

[1] کشف الظنون ج ۲ کالم ۱۶۲۲ [2] ایضاً کالم ۱۶۰۲

[3] ایضاً کالم ۱۶۶۰ [4] ایضاً کالم ۱۵۱۷ نیز کالم ۱۷۳۸

[5] الفہرست ابن ندیم ص ۲۰۷ مطبوعہ بیروت۔

[6] الفوائد البہیہ ص ۲۳۰۔ کشف الظنون جلد اول کالم ۵۷۴، ج ۲ کالم ۱۷۱۳

Marfat.com

محمد بن محمد کاشغری (متوفی ۵۰۷ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ مشہور کتاب ہے اور مدارس عربیہ میں متداول اور داخلِ نصاب ہے [1]

۷۰۔ منیۃ المفتی :۔ شیخ یوسف بن ابو سعید احمد سمستانی کی تالیف ہے اور فروع حنفیہ کو محتوی ہے [2]

۷۱۔ نصاب الاحتساب :۔ شیخ عمر بن محمد بن عوض الشامی کی تصنیف ہے [3]

۷۲۔ نصاب الفقہ :۔ شیخ طاہر بن احمد بخارزی (متوفی ۵۴۲ھ) کی تالیف ہے۔ ان کی ایک اور تصنیف خلاصۃ الفتاویٰ اسی کی تلخیص ہے، جو انھوں نے خود ہی کی [4]

۷۳۔ نوادر الفتاویٰ :۔ شیخ ابو سلیمان موسیٰ بن سلیمان جوزجانی بغدادی حنفی (متوفی ۲۰۰ھ) کی تصنیف ہے [5]

۷۴۔ النوازل فی الفروع :۔ امام ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم حنفی سمرقندی (متوفی ۳۷۶ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ فروع حنفیہ کی مشہور کتاب ہے اور معروف فقہائے حنفیہ مثلاً شیخ محمد بن شجاع ثلجی، محمد بن مقاتل رازی، محمد بن سلمہ، نصیر بن یحییٰ، محمد بن سلام، ابو بکر اسکاف، علی بن احمد فارسی اور ابو محمد بن عبد اللہ فقیہ کے فقہی اقوال کا مجموعہ ہے [6]۔

۷۵۔ النہایہ شرح ہدایہ :۔ حسام الدین حسین بن علی بن حجاج (متوفی ۷۱۸ھ) کی تصنیف ہے۔

۷۶۔ دافعات الناطفی :۔ معروف فقیہ شیخ ابو العباس احمد ناطفی (متوفی ۴۴۶ھ) کی تالیف ہے [7]

---

[1] کشف الظنون ج ۲ کالم ۱۸۸۶ [2] ایضاً کالم ۱۸۸۷، [3] ایضاً کالم ۵۳
[4] ایضاً کالم ۱۹۵۲ [5] ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون ج ۲ کالم
[6] کشف الظنون ج ۲ کالم ۱۹۸۱
[7] ایضاً کالم ۱۹۹۹

Marfat.com

۷۷۔ واقعات الحسامی :۔ علامہ عمر بن عبدالعزیز بخاری کی تالیف ہے۔ علامہ موصوف ماہِ صفر ۵۳۶ھ میں سمرقند میں شہید ہوئے اور ان کی میت بخارا میں منتقل کی گئی۔ اس کتاب میں ابو اللیث کی النوازل اور ناطفی کی واقعات کو یک جا کر دیا گیا ہے۔ نیز فتاویٰ ابو بکر اور فتاویٰ اہلِ سمرقند سے بھی استفادہ کیا گیا ہے[1]

۷۸۔ الوجیز بہ اس نام کی متعدد کتابیں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے، یہاں قاضی صدرالدین سلیمان بن ابو العز حنفی (متوفی ۷۷۶ھ) کی الوجیز الجامع لمسائل الجامع مراد ہے[2]

۷۹۔ وقایۃ الروایہ فی مسائل الہدایہ :۔ برہان الشریعت محمود بن صدرالشریعت الاول عبیداللہ محبوبی کی تالیف ہے۔

۸۰۔ ہدایہ :۔ اس نام کی کئی کتابیں ہیں جن میں سے ایک فروعِ شافعیہ میں ابو الحسن منصور بن اسماعیل تیمی شافعی (متوفی ۳۰۶ھ) کی۔ ایک فروع حنابلہ میں شیخ الامام الفاضل ابن الخطاب محفوظ بن احمد بن الحسن بن احمد طوریادی کلوذانی بغدادی حنبلی (متوفی ۵۱۰ھ) کی ایک طب میں ابن سینا حسین بن عبداللہ حکیم (متوفی ۴۲۸ھ) کی۔ لیکن یہاں شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابو بکر مرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) کی تصنیف مراد ہے۔ یہ فقہ حنفی کی نہایت اہم اور معروف کتاب ہے اور درحقیقت یہ اسی مصنف کی ایک تصنیف بدایۃ المبتدی کی شرح ہے۔ اس میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا انداز یہ ہے کہ پہلے امام ابو یوسف رح اور امام محمدؒ کے اقوال نقل کر کے مسئلۂ زیر بحث سے متعلق ان کا مسلک اور نقطۂ نظر ظاہر کرتے اور اس کی دلیل بیان کرتے ہیں۔ پھر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دعویٰ کی وضاحت کرتے اور اس کے بارے میں شرح و بسط سے دلائل ضبطِ تحریر میں لاتے ہیں۔ اس کتاب کی فقہی اہمیت کے پیش نظر اس کی

---

[1] الفوائد البہیہ ص ۱۴۹۔ کشف الظنون جلد ثانی کالم ۱۹۵۸

[2] کشف الظنون ج ۲ کالم ۱۰۰-۲

Marfat.com

کئی شروح لکھی گئیں اور علماء و فقہا نے مختلف انداز سے اس پر بہت کام کیا ہے۔[1] انگریزی زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

۸۱۔ ینابیع الاحکام:۔ امام ابو عبداللہ محمد بن محمد زنگی السفرائنی الشعبی الساوی کی تالیف ہے اور فقہی مسائل پر مشتمل۔ اس میں ائمہ اور کتب کا ذکر علامات کے ذریعے کیا گیا ہے۔ مثلاً الحاوی الکبیر کے لیے "ح" اور الوسیط کے لیے "ط" وغیرہ وغیرہ۔[2]

---

[1] تفصیلات کے لیے دیکھیے کشف الظنون ج ۲ کالم ۲۰۳۱ تا ۲۰۴۰

[2] کشف الظنون ج ۲ کالم ۲۰۵۰، ۲۰۵۱

Marfat.com

مصادر و مراجع

اس کتاب کی تصنیف میں مدرج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا :

۱۔ ابجد العلوم ۔ نواب صدیق حسن خان ۔

۲۔ ازالۃ الخفاء۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۔

۳۔ اصولِ فقہ ۔ سر عبدالرحیم ۔ اردو ترجمہ : مولوی مسعود علی ۔

۴۔ اعلام الموقعین ۔ امام ابن قیم ۔ (مطبع منیریہ مصر)

۵۔ کتاب الانساب ۔ سمعانی

۶۔ انفاس العارفین ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۔ (طبع دہلی)

۷۔ ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون ۔ اسماعیل پاشا البابانی البغدادی ۔

۸۔ عمل صالح الموسوم بہ شاہ جہان نامہ ۔ محمد صالح کنبوہ ۔ مطبوعہ کلکتہ ۔ باہتمام رائل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال

۹۔ بحر زخار ۔ شیخ وجیہ الدین

۱۰۔ البدایہ والنہایہ ۔ حافظ ابن کثیر (طبع مصر)

۱۱۔ برہان پور کے سندھی علما ۔ المعروف بہ تذکرہ اولیائے سندھ ۔ سید محمد مطیع اللہ اسد برہانپوری ۔

۱۲۔ بزم تیموریہ ۔ سید صباح الدین عبدالرحمن (مطبوعہ دارالمصنفین اعظم گڑھ)

۱۳۔ بزم مملوکیہ " " "

۱۴۔ تاریخ شیراز ہند جون پور ۔ اقبال احمد (طبع جون پور)

۱۵۔ تاریخ فرشتہ ۔ محمد قاسم (طبع نول کشور لکھنؤ)

۱۶۔ تاریخ فیروز شاہی ۔ ضیاء الدین برنی ۔

۱۷۔ تاریخ فیروز شاہی سراج عفیف ۔ اردو ترجمہ فدا علی طالب ۔

۱۸۔ تاریخ التشریع الاسلامی ۔ علامہ محمد خضری ۔ اردو ترجمہ تاریخ فقہ اسلامی ۔ مولانا عبدالسلام ندوی (مطبوعہ دارالمصنفین ۔ اعظم گڑھ ۔ ۱۳۴۶ھ)

۱۹۔ تاریخ معصومی ۔ (تاریخ سندھ) میر محمد معصوم بھکری ۔ اردو ترجمہ اختر رضوی ۔ (شائع کردہ سندھی ادبی بورڈ ۔ کراچی)

Marfat.com

۲۰ - تاریخی مقالات - پروفیسر خلیق احمد نظامی - ندوۃ المصنفین دہلی -
۲۱ - تاریخی مقالات - پروفیسر محمد اسلم ندوۃ المصنفین سمن آباد - لاہور -
۲۲ تحفۃ الکرام - میر علی شیر قانع ٹھٹھوی - اردو ترجمہ اختر رضوی
۲۳ - تجلی نور - (تذکرہ مشاہیر جون پور) نور الدین زیدی -
۲۴ - تذکرہ علمائے ہند - مولوی رحمان علی (مطبوعہ نول کشور لکھنؤ)
۲۵ - تذکرہ علمائے ہند - اردو ترجمہ : محمد ایوب قادری -
۲۶ - تذکرۃ الحفاظ - ابو عبداللہ شمس الدین محمد الذہبی (طبع حیدر آباد دکن)
۲۷ - تکملہ تاریخ ادب عربی - برکلمان -
۲۸ - توزکِ جہانگیری - مرزا محمد ہادی معتمد خاں (طبع نول کشور لکھنؤ)
۲۹ - الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ - ابن ابی الوفا القرشی الحنفی المصری - (طبع حیدر آباد دکن)
۳۰ - تحفہ نامہ (فتح نامہ سندھ) علی بن حامد بن ابوبکر کوفی ۶۱۳ھ (طبع حیدر آباد دکن)
۳۱ - حدائق الحنفیہ - مولوی فقیر محمد جہلمی - (مطبوعہ نول کشور لکھنؤ)
۳۲ - حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی - پروفیسر خلیق احمد نظامی (ندوۃ المصنفین دہلی)
۳۳ - حیات ولی - مولانا محمد رحیم بخش دہلوی (شائع کردہ، مکتبہ سلفیہ لاہور)
۳۴ - دارقطنی (مطبع فاروقی دہلی)
۳۵ - دہلی اور اس کے اطراف - مولانا سید عبدالحی حسنی لکھنوی (انجمن ترقی اردو دہلی)
۳۶ - ڈکشنری آف اسلام - ہیوز
۳۷ - سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان - غلام علی آزاد بلگرامی
۳۸ - سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات - خلیق احمد نظامی
۳۹ - عالمگیر نامہ - منشی محمد کاظم بن محمد امین (مطبوعہ کالج پریس کلکتہ ۱۸۶۸ء)
۴۰ - عجائب الہند بزرگ بن شہریار -
۴۱ - علمی اجالے امیر حسن نورانی اصلاحیہ کالج لکھنؤ - (مطبوعہ راجہ رام کمار بکڈپو لکھنؤ)
۴۲ - فتوح البلدان - احمد بن یحییٰ بن جابر المشہور بہ بلاذری -

Marfat.com

۴۴- فرحۃ الناظرین قلمی - محمد اسلم پسروری -
۴۵- فرحۃ الناظرین اردو ترجمہ - محمد ایوب قادری (مطبوعہ لاہور)
۴۶- الفرقان ماہنامہ (شاہ ولی اللہ نمبر- ۳۵۹ھ)
۴۶- فہرست کتب، پنجاب یونیورسٹی، لائبریری لاہور
۴۷- فہرست کتب، پنجاب پبلک لائبریری لاہور
۴۸- فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد - دکن -
۴۹- فہرست کتب، انڈیا آفس لائبریری لندن -
۵۰- فہرست کتب، رام پور لائبریری - رام پور
۵۱- فہرست کتب، مانچسٹر لائبریری -
۵۲- فہرست کتب، طہران لائبریری -
۵۳- فہرست کتب، بانکی پور لائبریری - (خدا بخش لائبریری - پٹنہ)
۵۴- فہرست کتب، ایشیاٹک سوسائٹی بنگال -
۵۵- فہرست کتب، رائل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال -
۵۶- الفہرست - محمد بن اسحاق ابن ندیم وراق مطبوعہ بیروت -
۵۶- الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی
۵۸- قاموس المشاہیر -
۵۹- کامل التواریخ - عزالدین علی بن محمد المعروف بہ ابن اثیر الجزری -
۶۰- کشف الظنون - حاجی خلیفہ (مطبع بہیہ ۱۹۴۱ء - ۱۳۶۰ھ)
۶۱- کنٹری بیوشن آف انڈو پاکستان ٹو عربک لٹریچر - ڈاکٹر زبید احمد -
۶۲- ماہنامہ "معارف" اعظم گڑھ -
۶۳- مآثر الامرا - صمصام الدولہ شاہ نواز خان (اردو ترجمہ: پروفیسر محمد ایوب قادری
ناشر: مرکزی اردو بورڈ لاہور - ۱۹۶۸ء)
۶۴- مآثر رحیمی - ملا عبدالقادر بدایونی (طبع کلکتہ زیر اہتمام ایشیاٹک سوسائٹی بنگال)

Marfat.com

۶۵۔ مآثر عالم گیری۔ محمد ساقی مستعدخان۔
۶۶۔ مآثر الکرام۔ غلام علی آزاد بلگرامی
۶۷۔ محبوب الالباب۔
۶۸۔ مرأۃ العالم۔ قلمی۔ بختاور خاں۔
۶۹۔ مشاہیر جون پور۔
۷۰۔ معجم البلدان۔ (طبع بیروت)
۷۱۔ معجم المطبوعات العربیہ
۷۲۔ مقالات منتخبہ اورینٹل کالج میگزین ۱۹۲۵ تا ۱۹۷۰ (پنجاب یونیورسٹی لاہور)
۷۳۔ مقالات سید سلیمان ندوی حصہ اول و دوم (دارالمصنفین اعظم گڑھ)
۷۴۔ مقالات مولوی محمد شفیع جلد چہارم۔ مرتب احمد ربانی ایم۔ اے۔ (شائع کردہ مجلس ترقی ادب لاہور۔ ۱۹۷۲)
۷۵۔ مقدمہ تحفۃ الاحوذی۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری
۷۶۔ مقدمہ فتاویٰ عالم گیری۔ مولانا سید امیر علی ملیح آبادی۔ (نول کشور لکھنؤ)
۷۷۔ مقدمہ المتانہ فی مرمۃ الخزانہ۔ ابوسعید غلام مصطفیٰ قاسمی سندھی (سندھی ادبی بورڈ)
۷۸۔ منتخب اللباب۔ محمد ہاشم خافی خان۔
۷۹۔ نزہۃ الخواطر۔ مولانا سید عبدالحی حسنی لکھنوی۔ (طبع حیدرآباد دکن)
۸۰۔ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر۔ مولانا عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی۔
۸۱۔ وفیات الاعیان۔ ابن خلکان۔ (طبع مصر ۱۹۴۸ء۔ ۱۳۶۷ھ)
۸۲۔ ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی کارنامے۔ (دارالمصنفین اعظم گڑھ)
۸۳۔ ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی جلوے۔ "
۸۴۔ ہندوستان کے سلاطین، علما اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر۔ سید صباح الدین عبدالرحمٰن (مطبوعہ دارالمصنفین اعظم گڑھ)
۸۵۔ یادِ ایام۔ مولانا سید عبدالحی حسنی لکھنوی۔

Marfat.com

برِّصغیر پاک و ہند میں علمِ فقہ

مولانا محمّد اسحاق بھٹی

اِدارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور

Marfat.com